73
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۳۳۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۱۷ محرم ۱۳۹۵ھ ٭ ۳۰ صلح ۱۳۵۴ ہش ٭ ۳۰ جنوری ۱۹۷۵ء	نمبر ۲۴

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳۰ صلح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے :-

کل دانتوں میں تکلیف رہی

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۳۰ صلح ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

گلے اور گردن میں تکلیف ہے بائیں طرف سے گلا پھولا ہوا ہے

احبابِ جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحتِ کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ اسلام کو ادیانِ باطلہ کے حملوں سے بچاؤں اور اسے غالب کروں

مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام دُنیا میں غالب آکر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں

"یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا مَیں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکاتِ سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان کر رہے ہیں اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا پس اس غرض کے لئے مجھے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔۔۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔

دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیّت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دُنیا سے محبّت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۶)

اپنے عمل سے شکر ادا کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جنوری ۱۹۷۳ء میں زبان کے علاوہ دیگر جوارح سے بھی شکر ادا کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"دینی اور دنیوی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننا ضروری ہے شکر کے معنے صرف زبان سے ثناء کرنے یا شکریہ کے الفاظ ادا کرنے کے نہیں ہوتے۔ نیز شکر کے صرف یہی معنے نہیں کہ انسان کا دل محسنِ حقیقی کے انعامات کی یاد سے معمور ہو جائے بلکہ انسان کو جو عملی قوتیں عطا کی گئی ہیں ان عملی قوتوں سے بھی شکر ادا کرنا لازمی ہے۔ عملی قوتوں سے "انسان کے احسان" کے مقابلہ میں جو شکر ادا کیا جاتا ہے وہ تو احسان کا بدلہ ہوتا ہے لیکن ایک ایسی ہستی بھی ہے جس کے احسانات کا بدلہ چکایا نہیں جا سکتا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

پس جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے شکر کے یہ معنے ہوں گے کہ اُس نے ہمیں جو کچھ عطا فرمایا ہے اُس میں سے (باقی صفحہ ۴ پر)

جماعتِ احمدیہ کی ۵۶ ویں مجلس مشاورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی ۵۶ ویں مجلسِ مشاورت انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء (مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰۔ امان ۱۳۵۴ ہش) بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہوگی۔

ایجنڈا کے لئے تجاویز بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۰ فروری ہے تجاویز حسب قواعد جماعتوں کے اجلاسِ عام میں پیش ہو کر اور کثرتِ رائے سے پاس ہو کر آنی چاہئیں۔

مجبوب عالم خالد
سیکرٹری مجلس مشاورت

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۳۰ صلح ۱۳۵۴ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسوۂ ابراہیمی پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت

ایک خدائی جماعت کے افراد ہونے کی حیثیت میں اِس آخری زمانہ میں ہمارے کندھوں پہ ایک بہت ہی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اسلام پہ نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اسلام کو ساری دنیا میں پھیلا کر پورے کرۂ ارض پر اسے غالب کر دکھائیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ رُوئے زمین پر بسنے والی تمام قومیں خواہ وہ سیاہ فام ہوں یا سفید فام، زرد ہوں یا گندم گوں الغرض ساری کی ساری اقوام حلقہ بگوش اسلام ہو کر اس کی عافیت بخش آغوش میں آجائیں۔

ظاہر ہے یہ اتنی عظیم ذمہ داری ہے کہ اسے کما حقہٗ ادا کرنے میں ہمارا کامیاب ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔ اِس عظیم ذمہ داری سے عہدہ بَرا ہونے کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اوّل ہم اسلام پر کما حقہٗ عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں میں اس کا عملی نمونہ پیش کریں، دوسرے یہ کہ ہم خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم کریں یعنی اسی کے ہو رہیں اور اُس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ ان دو مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے حضور علیہ السلام نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمونہ کو اپنائیں حتیّٰ کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق ابراہیمؑ بننے کی کوشش کرے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"توحید کو (دُنیا بھر میں) قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو، نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی . . . . زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے . . . . اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک انسان خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانۂ الوہیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ . . . اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹)

اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے جس قسم کے عملی نمونے، خدا تعالےٰ کے ساتھ جس پختہ تعلق اور جس طرح اُس کی راہ میں ہر قربانی پر آمادگی کی ضرورت ہے مندرجہ بالا ارشاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ ہر احمدی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقشِ قدم پہ اِس تعہد سے چلے کہ گویا اپنی استعداد کے مطابق وہ ایک چھوٹا ابراہیم بن جائے۔ حضور علیہ السلام نے یہ نصیحت از خود نہیں فرمائی بلکہ حضورؑ نے اِس نصیحت کے کرنے میں قرآنی ہدایت کا ہی اعادہ فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اِس بارہ میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے نہایت اعلیٰ نمونہ کو اپنانے اور اُس پر عمل پیرا ہونے کا ہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ (الممتحنہ آیت ۵)

ترجمہ:۔ ابراہیمؑ اور اسکے ساتھیوں میں تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اِسی سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کی ایک خاص دُعا کا ذکر کرنے کے بعد مزید فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (الممتحنہ آیت ۷)

ترجمہ:۔ اُن لوگوں (حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے ساتھیوں) میں ایک بڑا اچھا نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ (کے سامنے جانے) اور یوم آخر کو دیکھنے کی اُمید رکھتا ہے۔ اور جو کوئی (ابراہیمؑ کے اسوۂ حسنہ) سے پیٹھ پھیر لے وہ یاد رکھے کہ اللہ بالکل بے نیاز ہے اور بڑی تعریفوں کا مستحق ہے۔

اِن آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ اسلام کو دُنیا بھر میں غالب کرنے کی جو عظیم ذمہ داری ہمارے کندھوں پہ ڈالی گئی ہے، اسے کما حقہٗ ادا کرنے اور اس سے عہدہ بَرا ہونے کے سلسلہ میں ہمارے لئے ناگزیر ہے کہ ہم حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے ساتھیوں کے نقشِ قدم پر چلیں اور ان کے نمونہ کو اِس حد تک اپنائیں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق ایک چھوٹا ابراہیمؑ بن جائے۔

اِس ہدایت سے حضرت ابراہیمؑ کے مقام کی رفعت اور آپ کی عظمت آشکار ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اپنی عظیم ذمہ داری کے پیشِ نظر ہمارے لئے یہ امر ناگزیر ہو جاتا ہے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا کیا نمونہ پیش کیا تھا جو خدا تعالیٰ نے اسے اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ قرار دیا اور ہزاروں سال بعد بھی حقیقی مومنوں کیلئے اُسی اُسوۂ حسنہ کی پیروی اور اتباع لازمی قرار دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں ان کے مطالعہ سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ آپ نے اِس خیال کے پیشِ نظر کہ جن اقوام کی طرف آپ مبعوث کئے گئے ہیں ان میں توحید کو قائم کرنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنانا صرف ایک یا دو نسلوں کا کام نہیں ہے بلکہ اِس کے لئے نسلاً بعد نسلٍ جد و جہد اور قربانیاں کرتے چلے جانا ضروری ہے، آپ نے نہ صرف اپنی اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت کرنے میں خاص تعہد سے کام لیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درد و سوز اور تضرع کے ساتھ دعائیں کیں کہ وہ نہ صرف آپ کی اولاد کو بلکہ نسلاً بعد نسلٍ آپ کی ذُرّیت کو خدمتِ دین کا فریضہ ادا کرنے کی صلاحیتوں سے نوازتا چلا جائے اور انہیں اپنی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اِس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے تاکہ ملّتِ ابراہیمؑ کی آنے والی نسلوں تک خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچتا چلا جائے اور وہ حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور وفادار بنی رہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کی اولاد بلکہ ذرّیت اور نسل پر بڑے بڑے فضل نازل کئے اور ان میں بکثرت ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے دین کی سربلندی کی خاطر خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیوں کو وقف رکھا اور اِس طرح وہ دوسروں کو جادۂ مستقیم پر گامزن کرنے کا وسیلہ ٹھہرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اِس اسوۂ حسنہ پر ہم قرآن مجید کی رُو سے آئندہ شمارہ میں کسی قدر تفصیلی روشنی ڈالیں گے تاکہ اِس کی افادیت اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے اور ہم میں بھی اس اسوۂ حسنہ کو اپنانے اور اِس پر نسلاً بعد نسلٍ عمل پیرا ہونے کا جذبہ ہمیشہ ہی ترقی پذیر رہے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

درخواست دُعا

تحریک جدید کے دفتر اوّل کے ایک مجاہد کے ہونہار بیٹے نے لاہور سے تحریر کیا ہے کہ مَیں اپنی ماہوار تنخواہ کے ۱/۵ حصہ کے برابر چندہ تحریک جدید ہر سالی پیش کرتا رہا۔ خدا کے فضل سے میری تنخواہ ۳۵۰/- روپے سے بڑھ کر ۸۵۵/- روپے ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دیگر احباب کو بھی ان کے نیک نمونہ پر چلنے اور دینی و دنیوی انعامات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رحمۃ للعالمینؐ کا دشمنوں سے سلوک

(محترم مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد)

جماعت احمدیہ کے بیاسیویں جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۴ء میں محترم مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے "رحمۃ للعالمینؐ کا دشمنوں سے سلوک" کے عنوان پر جو تقریر فرمائی اس کا متن قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

قرآن کریم کی رُو سے تمام سلسلہ نبوت میں اعلیٰ درجہ کا کامل نبی، ہم صرف ایک انسان کو جانتے ہیں یعنی وہی رسولوں کا فخر، مرسلوں کا سرتاج، حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو دُنیا کا مربی اعظم ہے اور جسے خدا تعالیٰ نے ساری نسل انسانی کے لئے سراپا رحمت اور شفقت بنایا اور جو ساری نسل انسانی کے غموں میں گھلتا تھا۔ سب کے لئے اُس کا دل گداز تھا۔ آپؐ دُنیا میں کسی کے بھی دشمن نہ تھے۔ آپؐ کے قلب اطہر میں کسی سے کینہ تھا نہ بغض۔ بلکہ آپؐ سراپا رحمت وکرم تھے۔ چنانچہ اس بارے میں خود علام الغیوب خدا گواہی دیتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء: ۱۰۸) یعنی تیرا وجود سب جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ تُو کسی کا بھی دشمن نہیں بلکہ تیرا وجود دشمنوں کے لئے بھی باعث رحمت ہے۔ پھر خدا کے رسول مقبولؐ کے دل کی معصومیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ جب وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجہؓ آپؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں تو ورقہ بن نوفل نے کہا۔ کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تیری قوم تجھے نکال دے گی۔ اس جملے کو سن کر حضورؐ نے فرمایا "کیا مجھے میری قوم نکال دے گی؟" آپؐ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا اندر کیسا صاف تھا۔ اگر آپؐ ذرہ بھر بھی اپنی طبیعت میں تیزی پاتے اور قوم کے لئے آپؐ کا دل دردمند نہ ہوتا تو اس قدر تعجب کا اظہار نہ فرماتے لیکن ورقہ کی بات سن کر آپؐ کے مُنہ سے جو بے اختیار یہ نکلا کہ میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کے دل میں کسی کی بھی عداوت نہ تھی۔

ذاتی انتقام سے اجتناب

انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب اور نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو اور درگزر ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے اخلاق کریمانہ میں دشمنوں پر رحم اور شفقت کی فراوانی نظر آتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا یہ شہادت دیتی ہیں کہ:-

"مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِنَفْسِهٖ قَطُّ"

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا اور یہ شہادت بتاتی ہے کہ آپؐ کے دل میں کسی کی عداوت نہیں تھی کہ جس کی بنا پر جذبۂ انتقام پیدا ہو۔

دشمنوں کے حق میں دُعا

جب خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور توحید کے قیام کا فریضہ آپؐ کے سپرد کیا گیا اور آپؐ نے لوگوں کو بُت پرستی سے چھڑانے کے لئے خدائے واحد کا پیغام پہنچایا اور ان میں نفرت کی بجائے الفت، عداوت کی بجائے محبت کا درس دیا تو اس اندھی دُنیا کے غلط کار آپؐ کے دشمن ہو گئے اور آپؐ کو اپنے مشن میں ناکام کرنا چاہا۔ ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ دُنیا کا کوئی دُکھ اور کوئی تکلیف، سب وشتم ہو یا مار پیٹ، اتلاف اموال ہو یا جلا وطنی، روحانی تکالیف ہوں یا قتل کے منصوبے، ہر رنگ میں خدا کے اس مقدس ترین انسان کو ستایا گیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کبھی میل نہ آئی بلکہ دردمندانہ دل کے ساتھ اپنے مخالفین کی ہدایت کے لئے دعا فرماتے رہے چنانچہ:-

(۱) دوس قبیلے کا سردار طفیل ابن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! دوس کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بہت کوشش کی گئی، وہ سرکشی میں بڑھتے گئے اور صداقت کے انکار پر اصرار کیا۔ اب ان کی ہدایت کی کوئی امید نہیں۔ آپ ان کے لئے بددُعا فرمائیں۔ یہ سُن لوگوں نے سمجھا کہ حضورؐ ان پر بددعا کریں گے لیکن آپؐ نے فرمایا:-

"اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ"

اے اللہ دوس والوں کو ہدایت دے اور اُن کو میرے پاس لا۔

سبحان اللہ! دوستو اس قبیلے کا سردار اپنے لوگوں کی سرکشی اور نافرمانی کو دیکھ کر بددعا کی تحریک کرتا ہے لیکن آپ ان کے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے ہیں اور بجائے ان مخالفین کی ہلاکت کے ان کے لئے ہدایت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

آپؐ کے دل سے نکلی ہوئی یہ دُعا اپنا اثر کر گئی اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبیلہ دوس کے لوگ، ہاں وہی لوگ جن کی ہلاکت کیلئے ان کا سردار آرزو مند تھا، آخر اسلام میں داخل ہو گئے اور آپؐ کی دُعا کے نتیجے میں آپؐ کی خدمت میں آ پہنچے۔

(۲) قریش کی ایذارسانیوں سے تنگ آ کر مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روز عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب ہم مشرک تھے تو معزز تھے مگر اب جبکہ ہم مسلمان ہیں تو نہایت ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کا مقابلہ کریں۔ مگر آپؐ نے اجازت نہ دی اور فرمایا مجھے عفو کا حکم دیا گیا ہے میں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

(۳) جنگ اُحد میں آپؐ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ آپؐ کی پیشانی مبارک خون آلود ہو گئی۔ آپ گر گئے مگر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک پر یہ دعا تھی "رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ"۔ اے خدا! اس قوم کو معاف فرما کیونکہ یہ نا سمجھی سے ایسا سلوک کر رہے ہیں۔ سچ ہے ؎

آں ترحّمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

آپؐ کا یہ عملی نمونہ ارشاد ربانی فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا (بقرہ: ۱۱۰) کے ماتحت تھا جس میں لوگوں کے گناہ بخشنے اور ان کی زیادتی اور قصوروں کو معاف کرنے کا حکم ہے۔

خون کے پیاسے دشمن سے آپؐ کا سلوک

تبلیغ دین کے راستے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں لیکن جب آپؐ طائف کی بستی میں جو مکہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھی آپؐ تشریف لے گئے اور وہاں کے رؤسا کو پیغام حق پہنچایا تو اُن سب نے انکار کیا اور ہنسی اُڑائی۔ طائف کے ایک رئیس اعظم عبد یالیل نے شہر کے بدمعاش اور آوارہ لوگوں کو اُبھارا کہ وہ آپؐ سے ہنسی اُڑائیں۔ چنانچہ جب آپؐ شہر سے نکلے تو یہ لوگ شرمناک آوازے کستے ہوئے آپؐ کے پیچھے چل پڑے، اور آپؐ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جس سے آپؐ کا سارا بدن لہو لہان ہو گیا۔

حدیث میں آتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کو کبھی جنگ اُحد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی؟ حضورؐ نے فرمایا:-

تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں۔ پھر آپؐ نے سفر طائف کے حالات سنائے کہ برابر تین میل تک آپؐ پر پتھروں کی بوچھاڑ کی گئی جس سے آپ سر سے پاؤں تک خون میں تر بتر ہو گئے اور آپؐ کو کچھ خبر نہ تھی کہ کہاں سے آ رہے ہیں اور کدھر جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس روایت میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ اس سفر سے واپسی پر آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور عرض کی کہ مجھے خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہاڑ اٹھا کر ان لوگوں پر گرا دوں اور ان کا تختہ الٹ دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں ایسا نہ کرنا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔"

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کی بستی والوں نے جو وحشیانہ سلوک کیا۔ اس کے بالمقابل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (سجدہ ۳۵) پر عمل کرتے ہوئے جو سلوک اہل طائف والوں سے فرمایا۔ وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ لوگ حنین اور اوطاس کی جنگ میں شکست کھا کر طائف کے قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور ابھی ان کی فوجی طاقت مضبوط تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ چند روز کے بعد حضور کو معلوم ہوا کہ دشمن محاصرہ کی شدت سے سخت تکلیف میں ہے۔ بھوک نے ان کو ہلاکت کے بہت قریب کر دیا ہے یہ علم پاتے ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں شفقت کا سوتا پھوٹ پڑتا ہے اور دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ محاصرہ اٹھا دیا جائے جنگی اصولوں کے پیش نظر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تو قلعہ فتح ہونے والا ہے۔ مگر حضور نے ازراہ رحم و کرم جو حکم دیا تھا۔ اسی پر صحابہؓ نے عمل کیا۔ خونی دشمنوں سے یہ بے پایاں ہمدردی کا سلوک انسانی تاریخ میں بے مثال ہے۔

سوشل بائیکاٹ کرنے والے دشمنوں سے سلوک

مخالفین اسلام نے ایک معاہدہ مرتب کیا کہ کوئی شخص خاندان بنو ہاشم سے نہ قرابت کرے گا نہ اُن کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا نہ اُن کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ نہ اُن سے ملے گا۔ جب تک کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ نہ ہو جائیں اور انہیں ہمارے حوالہ نہ کریں یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ پر آویزاں کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے یہ مصائب اور سختیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو اٹھانی پڑیں۔ اُن کے تصور سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے صحیح بخاری میں ہے کہ بعض اوقات جنگلی درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بھوک کی وجہ سے اُن کا یہ حال تھا کہ سوکھا ہوا چمڑا مل گیا تو اسی کو انہوں نے پانی میں نرم اور صاف کر کے بھون کر کھا لیا۔ بچوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک سے بلک بلک کر ہلکان ہو جاتے قریش ان کے رونے چلانے کی آواز سنتے۔ بہت خوش ہوتے یہ مصیبت برابر تین سال تک رہی۔ فاقہ زدہ والدین آنسو بھری نگاہوں سے اپنے بلبلاتے ہوئے بچوں کو دیکھتے۔ سینوں سے بار بار لگاتے۔ بے بس تھے۔ کچھ کر نہیں سکتے تھے دل میں درد تھا۔ آنکھیں اشکبار لیکن انتہائی شدید آلام کے باوجود زبان پر اُف تک نہ لاتے تھے وہ جانتے تھے کہ یہ آلام کی گھڑیاں اُن کے امتحان کا وقت ہیں آخر وہ امتحان میں پورے اترے اور انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

لیکن یہی بے رحم اور سنگدل لوگ جب ایک دفعہ خود شدید قحط کی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ مردار جانوروں کی ہڈیاں تک کھانی شروع کر دیتے ہیں اُن کا ایک سردار ابوسفیان ابن حرب جو حضور کی جان کا دشمن تھا اور آپ کی ایذا رسانی میں اس نے کوئی کمی نہ کی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اپنا تعارف اس طرح کرانے کے بعد کہ میں آپ کا جانی دشمن ہوں اور آپ سے جو کچھ ہو چکا تھا لیکن مگر حضور سے ناواقف نہیں کہا کہ آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی اور حسن سلوک کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ دیکھئے آپ کی قوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ یہ مصیبت دور ہو اور قحط جاتا رہے۔

آپ کا دردمند دل فوراً جوش میں آ جاتا ہے اور آپ دعا کے لئے اسی وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ دعا بارگاہ ایزدی سے شرف قبولیت حاصل کرتی ہے خوب بارش برستی ہے کھیتیاں سرسبز ہو جاتی ہیں اور قحط کی بلا ٹل جاتی ہے ذرا اس مجسمہ رحم و کرم کی شان دیکھئے کہ وہ لوگ جو ہر رنگ میں انتہائی طور پر اپنی دشمنی کا مظاہرہ کرتے رہتے تھے باوجود اس سلوک کے آپ بے تاب ہو کر ان کی خوشحالی اور آسودگی کے لئے ارحم الراحمین کی درگاہ میں نہایت تضرع سے دعا میں جھک گئے اور ان کی تمام [illegible]

پھر بھی عفو و درگزر کا خط کھینچ دیا تا مصیبت کی گھڑیوں میں یہ ندامت نہ محسوس کریں کیا بے رحم اور سفاک دشمنوں پر رحم و شفقت کی ایسی کوئی مثال تاریخ عالم کے اوراق میں کہیں مل سکتی ہے؟ قطعاً نہیں؟

۲۔ اسی طرح ثمامہ بن اُثال جو یمامہ کے رئیس تھے جب مسلمان ہوئے اور مکہ معظمہ میں عمرہ کے لئے گئے تو مکہ والوں نے شدید مزاحمت کی اور ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن پھر اس خیال سے کہ یمامہ سے مکہ میں غلہ آتا ہے رُک گئے لیکن ثمامہ نے اُن کی شدید مزاحمت دیکھ کر کہا کہ اب یمامہ سے مکہ والوں کو ایک دانہ بھی غلہ نہ ملے گا اور یمامہ پہنچ کر تمام قافلوں کی آمد و رفت روک دی جس کی وجہ سے مکہ والے سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

انہوں نے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھ کر درخواست کی کہ انہیں اس مصیبت سے نجات دلائی جائے (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۹۳)

پھر ابوسفیان ابن حرب کو حضور کی خدمت میں بھیجا جس نے جا کر مکہ والوں کو مصیبت سے آگاہ کیا اور رحم کا طالب ہوا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ثمامہ بن اُثال کو ہدایت بھجوائی کہ قریش مکہ کی خوراک کا سامان نہ روکا جائے۔ چنانچہ غلہ جانے لگا اور مکہ والوں کو نجات ملی۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا کس قدر بے نظیر شفقت کا مالک تھا جس نے اُن دشمنوں کو خوراک پہنچانے کا بندوبست کیا جنہوں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو تین سال تک متواتر کھانے پینے کی چیزوں سے محروم رکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سچ ہے:۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

تیرہ ۱۳ سال مکی زندگی میں متواتر دکھ اُٹھانے کے بعد خدا کے حکم کے ماتحت آپ جب مدینہ پہنچے تو حضور کو کفار کی جانب سے ہر وقت حملے کا خطرہ رہتا تھا۔ چنانچہ نسائی میں حدیث ہے

کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اول
ما قدم المدینۃ
یسھر من اللیل

کہ جب شروع شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو دشمن کے حملہ کے خیال سے عموماً راتوں کو جاگا کرتے تھے۔

کیونکہ کفار مکہ نے مدینہ کے لوگوں کو دھمکی آمیز خطوط لکھے انہیں جنگ پر اکسایا اور بالآخر قریش مکہ نے یہ چاہا کہ تلوار کے زور سے اسلام کو نابود کر دیں۔

تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دفاعی جنگ کے لئے اجازت فرمائی۔ جس کا مقصد صرف حفاظت خود اختیاری اور کفار کے حملے کا دفاع کرنا تھا اور اس کے لئے یہ منصفانہ تعلیم دی۔

قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا
تَعْتَدُوْا۔
(البقرہ ۱۹۱)

یعنی خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم پر حملہ آور ہوئے ہیں اور زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر قرآن مجید میں لکھا ہے:۔

ھُمْ بَدَءُوْکُمْ
اَوَّلَ مَرَّۃٍ
(توبہ: ۱۳)

کہ جنگ کی ابتداء ان لوگوں نے کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ابتداء نہیں کی۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ
قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔
اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰی
(مائدہ ۹)

تم کسی قوم کی دشمنی کے جوش میں عدل و انصاف کو نہ چھوڑو ہر حالت میں انصاف کرو۔ تقویٰ کے قریب یہی راہ ہے (باقی)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال
کو بڑھاتی
اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلانِ نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے ۲۹؍دسمبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں عزیزم مبارک احمد صاحب طاہر ایم۔اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ ابن مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا نکاح عزیزہ امۃ السلام صاحبہ رفعت ایم۔اے بنت مکرم عبدالقیوم خان صاحب سابق ڈسپنسر فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ساتھ پانچہزار بتیس روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(عبدالکریم لون۔ ایم۔اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ہفتۂ وصولی

۵؍تبلیغ (فروری) تا ۱۲؍تبلیغ (فروری)

جملہ قائدین اور دیگر عہدیداران کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۵؍فروری تا ۱۲؍فروری ہفتۂ وصولی منانے کا اہتمام فرمائیں۔ اور تدریجی بجٹ کے لحاظ سے بقایاجات مکمل کرنے کی کوشش فرمادیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

دُعائے نعم البدل

میرا پوتا عزیز جنید احمد بعمر سوا سال جو کہ عزیز حمید کرامت کا بیٹا اور چوہدری کرامت صاحب مرحوم کا پوتا اور محترم مسعود احمد صاحب خورشید کا نواسہ تھا۔ مورخہ ۱۸؍جنوری ۱۹۷۵ء کو تین دن بیمار رہ کر فوت ہوگیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ قارئین الفضل دعا فرمادیں کہ بچے کے والدین کو اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمادے اور نعم البدل سے نوازے۔ آمین

طالب دعا بیگم کرامت، ۱۷ بی ایم سی ایچ ایس بلاک ۷، ۸ کراچی نمبر ۸۔

درخواستِ دُعا

• میری اہلیہ محترمہ جوڑوں کے درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ حال ہی میں بڑا اپریشن نشتر ہسپتال میں ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے کمزوری بہت ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین

محمد انور ہاشمی سیکرٹری تحریک جماعت احمدیہ ملتان

• خاکسار کی دادی اماں محترمہ حلیمہ بیگم صاحبہ زوجہ محترم مصری خان صاحب مرحوم بہت سخت بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ بھی بہت سخت کمزور ہیں۔ احباب سے ان سب کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

عبدالحمید مبشر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ خلیل آباد کالونی کوٹلی ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر)

• میرے میاں ملک سعید احمد صاحب طاہر بیرون ملک بغرض تجارت گئے ہوئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ آمین

(اہلیہ ملک سعید احمد صاحب دار الفضل بصیر پور ضلع ساہیوال)

وہ رقم جو بونس کی شکل میں آپ کو ملے گی اور جو آپ انکم ٹیکس میں کمی سے بچائیں گے پریمیم کی رقم سے کہیں زیادہ ہوگی اس طرح پوسٹل لائف سے آپ کو بیمہ مفت پڑے گا۔

پریمیم کی شرح	بونس کی شرح
تاحیات پالیسیوں پر ۲۶٫۸۰ روپے سالانہ فی ہزار	تاحیات پالیسیوں پر ۴۲ روپے فی ہزار
میعادی پالیسیوں پر ۳۱ روپے سالانہ فی ہزار	میعادی پالیسیوں پر ۳۳ روپے فی ہزار
۲۵ سال عمر پر ۵۵ سال کی عمر کیلئے	کسی بھی مدت کیلئے

مفت انشورنس
پوسٹل لائف کی بدولت

پوسٹل لائف انشورنس
Postal Life Insurance

NATIONAL SAVINGS

RIO (K) PID   Adarts PLI 2/75

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں

کثیر جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں پر نہیں ہو سکتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذاتی اخلاق، کثرتِ اخوان اور وحدت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے تو یہ طمع نہیں کرتا تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اخلاقِ فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع فزع، شہوت اور غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاقِ فاضلہ ہیں۔ یہ بھی ایک فضل کی قسم ہے جو کہ انسان کو حاصل ہوتا ہے لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹھا ہونے سے ہوتے ہیں یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں۔ اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دونوں نہ ملیں اور ان تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصولِ اولاد کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضلِ الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا۔ ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہو گا کہ ایسے مامائیں۔ خدمتگار اور رسوئیے۔ کھانے پینے نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب ہونے کی مقدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہو گی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا تو تم خدا کے اس فضلِ عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے۔ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرامؓ میں پھونکی گئی تھی۔ اسی کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کے لئے چاہیئے کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہو گا اور ذرا ذرا سی بات پر روٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہو گا۔ اسی وحدت کی بنیاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (پ۱۰) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت اسی حال میں کر سکو گے جبکہ تم میں تنازع نہ ہو۔ اگر تنازعات ہوں گے تو یاد رکھو کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہو گی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہو گی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے ان کو اپنے اندر پیدا کرو تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہو کر وحدت کی روح پھونکے گی۔"

(خطباتِ نور جلد اوّل ص۲۱۶، ص۲۱۷)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ ۱۰۱/۷ - ۱۹۷/۱۶۰ میں بھجوائیں یا اپنے سیکرٹری صاحب مال کو ادا کر کے رسید حاصل کر لیں لیکن مد کا نام "پانچ سالہ تعلیمی قرضہ حسنہ" کا ضرور اندراج کرائیں۔ (ناظر تعلیم)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

یہ سکیم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر غریب لیکن ذہین اور مستحق طلبہ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے ۱۹۵۴ء میں جاری کی گئی تھی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس سکیم کی ممبر شپ قبول فرمائیں اور سال میں دو تین اقساط کی صورت میں یا ماہانہ معقول رقوم اس مد میں بھجوائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ ان کی رقم سال بہ سال جمع ہوتی رہے گی اور اس میں سے اعلیٰ تعلیم کے لئے مستحق طلبہ کو وظائف قرضہ حسنہ جاری کئے جائیں گے۔ پانچ سال کے بعد یہ رقم بتدریج واپس لی جا سکتی ہے۔

حسبِ استطاعت دوست اس سکیم میں شامل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے منشاء مبارک کو پورا کرنے والے بنیں۔

بمطابق رپورٹ شوریٰ ۱۹۵۴ء ص۳۵ اس سکیم کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:-

(۱) ہر ممبر کی رقم بطور پس انداز جمع ہوتی رہے گی۔

(۲) رقوم کی واپسی کا انتظام بذمہ مرکز ہو گا۔ آپ کی رقوم بذمہ صدر انجمن احمدیہ محفوظ بھی رہیں گی جو حسب قواعد آپ کو واپس ملیں گی۔ پہلے پانچ سال کے دوران اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ طلب کرنے کا اختیار نہ ہو گا۔ چھٹے سال ۱/۵ حصہ ملے گا ساتویں سال ۱/۴ اور دسویں سال ساری رقم یا بقایا۔

(۳) ہر سال جمع شدہ رقم کا ۴/۵ حصہ وظائف پر خرچ ہو گا اور ۱/۵ حصہ تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہو گا۔

(۴) وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے۔ وظائف میٹرک کے بعد کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جاری ہوں گے۔

(۵) یہ ایک صدقہ جاریہ ہے جس میں جماعت کا ہر فرد مرد ہو یا عورت حصہ لے سکتا ہے۔

نوٹ:- اس امر کا خیال رکھیں کہ یہ رقوم براہ راست خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ امانت

اپنے عمل سے شکر ادا کرو

(بقیہ صفحہ اوّل)

ہم اپنے اعمال سے اُس کے حضور ایثار کے رنگ میں یا ہم اپنے اعمال سے اس کے بندوں کی خدمت کی شکل میں یا عملاً ان حقوق کی ادائیگی کی صورت میں جو حقوق کہ اُس نے ہم پر واجب قرار دئے ہیں شکر ادا کریں۔ وہ تو دینے والا ہے لینے والا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز اُسی کی ہے لیکن انسان اُس کے حضور (اپنی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے) کچھ نہ کچھ پیش کرتا ہے اُن شکلوں میں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے:-

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا

(سبا: ۱۴)

فرمایا شکر گزاری کے ساتھ عمل کرو۔ گویا شکر کے جذبات سے دل کو معمور کرنے کا یہاں ذکر نہیں یا زبان سے ثناء کرنے کا یہاں ذکر نہیں یا انسان جو مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح و تحمید کرتے ہیں اس کا یہاں ذکر نہیں۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اپنے عمل سے شکر ادا کرو۔ اسی لئے عربی کی لغت میں جوارح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے معنے بھی کئے گئے ہیں یعنی وہ تمام طاقتیں جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کو ایسے رنگ میں استعمال میں لایا جائے کہ وہ گویا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا متصور ہو۔ جب تک عملاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا جائے اُس وقت تک انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔

(الفضل ۴ فروری ۱۹۷۱ء)

درخواستِ دعا

عزیزم مولوی انیس الرحمٰن صاحب فاضل بنگالی مربی سلسلہ کی اہلیہ صاحبہ چند دنوں سے بعارضہ بخار، کھانسی اور مسوڑھوں میں درد کی وجہ سے بہت علیل ہیں احباب ان کی صحتِ کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد صدیق امرتسری مربی سلسلہ)